Open Access

Al-Irfan*(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 09, Issue 17, January-June 2024,

Email: alirfan@mul.edu.pk

اسلامی مالیاتی اداروں میں شریعہ ایڈوائزری نظام، اہمیت اور درپیش چیلنجز کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Importance and Challenges of Sharia Advisory System in Islamic Financial Institutions

BASHEER AHMAD

PhD Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, MY University, Islamabad

basheerahmad590@gamil.com

HAFIZA IQRA BASHIR

MPhil Scholar UMT Lahore

ABSTRACT

The role of the Shariah Board in the development of Islamic financial institutions is not hidden from anyone, because they are the backbone of Islamic financial institutions. The result of this is that today the Islamic economic system in our country is going through a good phase and is on the path of development, yet some reforms are also needed in the Shariah Board for transparency in the Islamic financial system so that gives us better results. Therefore, the Shariah Board has a lot of services and a key role in the development of Islamic financial institutions, in this article, we will present, the importance of the Shariah Board, its character, attributes, a review of the Shariah governance concerning the Shariah Board and the challenges faced by them in the current era, etc. so that make the Islamic financial system further strengthened. It should be improved by further development.

Keywords:

Islamic Financial Institutions, Shariah Board, Importance, Shariah, Governance, Challenges.

https://doi.org/10.58932/MULB0035

تمہید:

اسلام کی نظر میں دین کا تصور نہایت وسیع ہے، جس میں عقیدہ وعبادت سے لے کر سماجی زندگی اور ملکی معیشت تک سب داخل ہے، اور وہی شخص پکا اور سچا مسلمان ہے، جو ان تمام معاملات میں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو، پس جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں کے بارے میں اسلام نے انسانیت کی رہنمائی کی ہے، اسی طرح معاشی نظام کے معاملہ میں بھی اس کی ہدایات بہت واضح ہیں، البتہ فرق یہ ہے کہ عبادات کے باب میں جزوی تفصیلات بھی ذکر کی گئی ہیں، کیونکہ طریقہ عبادت میں وقت کے بدلنے سے تبدیلی کی ضرورت نہیں پڑتی، اور معاملات میں جزوی تفصیلات کو متعین کرنے کے بجائے اُصول مقرر کیئے گئے ہیں؟ کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے ان اُصولوں کی تطبیق عمل میں آئے۔

اسلام نے معیشت کا بھی ایک جامع نظریہ دیا ہے اور یہ نظریہ اس لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ یہ اسلام میں سماجی انصاف کے پہلو کو اجاگر کرتا ہے، اور اسلامی قانون سازی کے اغراض و مقاصد کا واضح تصور پیش کرتا ہے، عقائد اور عبادت چونکہ ہر مسلمان کا اپنے پروردگارے نظریاتی اور عملی تعلق کے عنوانات ہیں، اس لیے ان میں تبدیلی کی گنجائش ہی نہیں اور "مناکحات" میں مسلمان معاشرے کے ازدواجی تعلقات کے مسائل واحکام بیان ہوتے ہیں، اس لیے اس میں بھی کوئی خاطر خواہ تبدیلی اور نت نئی صورتیں سامنے نہیں آئیں، البتہ شہری تعلقات چونکہ مسلم اور غیر مسلم دونوں معاشروں میں ہوتے ہیں، اس لیے غیر مسلم خصوصا مغربی لوگوں کی مادہ پرستی اور زمانے کے تیز رفتار تبدیلی نے کاروبار کی رائج صورتوں کو یکسر تبدیل کر دیا ہے اور عام لوگ تو کیا، مذہبی طبقہ بھی قدیم فقہائے کرام کی تعبیرات سے ان نت نئے مسائل اور تجارتی امور کے شرعی احکام سمجھنے میں مشکل محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے میں حالات کا تقاضا یہ تھا کہ کوئی خدا ترس علماء کرام اس ذمہ داری کی نزاکت اور سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے کاروبار کے جدید تصورات اور عصر حاضر میں تجارت کی رائج صورتوں، نیز قدیم تعبیرات میں بیان شدہ اسلامی احکام کو سلیس تعبیر، عمدہ اسلوب اور نئی ترتیب میں بیان کریں اور مالی معاملات کو سود اور دیگر حرام عناصر سے پاک کریں۔

جبکہ سود، قمار، غرر اور ان جیسے غیر شرعی اور حرام عناصر سے کاروبار اور مالیاتی اداردوں کو پاک کرنا، جہاں حکومت کا فرئضہ ہے ایسے ہی علماء کرام اور فقہاء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ غور وفکر کرکے معاملات میں جو شرعی خرابیاں ہیں، ان کا جائز متبادل دریافت کریں اور کتاب وسنت کی ہدایات کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاملات کی ایسی صورتیں ایجاد کریں، جو موجودہ حالات میں قابل عمل بھی ہوں۔

شریعہ ایڈوائزری بورڈ کا تعارف اور خدمات:

دنیا میں اس وقت دو سو سے زائد اسلامی مالیاتی ادارے قائم ہیں، اور تقریباہر ادارے میں ایک ایسا بورڈ ہے جس کو"هيئة الرقابة الشرعية"کہا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ بینک کے تمام معاملات کی نگرانی کرے، شرعی اعتبار سے اس کی پالیسی متعین کرے، کون کونسے معاملات انجام دینے ہیں ان کی تعیین کرے، اور ان معاملات کے سلسلے میں جو عقود (Agrement) ہوتے ہیں ان کا جائزہ لیکر اس کی منظوری دے۔

شریعہ بورڈ بنیادی طور پر شوری سسٹم کی ایک جدید شکل ہے شوری سسٹم میں دوسری حکمتوں سے قطع نظر اس میں اجتماعیت کا جو پہلو موجود ہے اور شریعت میں اس کی تلقین بھی ہے، قرآن مجید اللہ کا ارشاد ہے :﴿وشاورهم في الامر﴾(1)

کہ اپنے معاملات طے کرنے کے لئے صحابہ کرام سے مشورہ کر لیا کریں۔

اسی طرح کی ایک حدیث بخاری نے الادب المفرد میں بھی نقل کی ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے آیت مذکورہ پڑھ کر یہ فرمایاہے۔

ما تشاور قوم قط الاهدوا لارشد امرهم(2)

جب کوئی قوم مشورہ سے کام کرتی ہے تو ضرور ان کو صحیح راستہ کی طرف ہدایت کر دی جاتی ہے۔

مشورہ کی اہمیت زیادہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمیں بتانا مقصود ہے کہ بجائے ایک عقل پر انحصار کے پوری جماعت کی رائے کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے۔ شوری کا یہ تصور جب سے اسلام نے دیا، اس وقت سے مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں۔ تاہم ہر دور میں شوری کی شکل اس وقت کی ضرورت کے مطابق ہوتی تھی۔ چنانچہ آج کا اسلامی مالیاتی اداروں میں شریعہ بورڈ کا نظام ایک مخصوص احاطے میں اسی شوری کی نئی شکل ہے کہ مختلف اذہان و آراء ایک ساتھ جمع ہو کر سوچتے ہیں اور کسی مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں۔ اور پھر مالیاتی اداروں میں اس کو رائج کرتے ہیں، ہمارے ہاں بھی مختلف اداروں نے اپنے مالیاتی نظام کو شفاف بنانے کے لئے شریعہ بورڈ بنا رکھے ہیں، جس میں اسلامی بینکوں کا اپنا شریعہ بورڈ ،اسی طرح شریعہ کمپلائنٹ کمپنیوں کے اپنا بورڈ، حتی کہ اسٹیٹ بینک کا اپنا شریعہ بورڈ، بلکہ اس بڑھ کر اسلامی مالیاتی

---

(1) القرآن،159/4

(2)بخاری، محمد ابن اسماعیل،(1403ھ)الادب المفرد، کتاب المشورہ، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، حدیث نمبر258، ص:123

اداروں کو معاییر بنانے والے اداروں کے اپنا شریعہ بورڈ قائم ہیں، جس کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ مختلف موقعوں پر اس میں اپنے فن کے ماہرین یکجا بیٹھ کر غور وخوض کر کے مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں۔

شریعہ ایڈوازی بورڈ کے اس نظام کے حوالے سے شریعہ ریگولیشن کا جائزہ لیتے ہیں:

اسٹیٹ بینک کے شریعہ فیم ورک کے مطابق ہر اسلامک بینک کے لئے ایک خود مختار بورڈ کا ہونا ضروری ہے ،جس میں کم از کم تین افراد بشمول شریعہ ایڈوائز ہونا ضروری ہے:

An independent and effective SB appointed as per Fit and Proper Criteria (FAPC) set out in Annexure-A of this Framework, with one of its Shari'ah scholar members working as Resident Shari'ah Board Member (RSBM) to oversee the procedures and processes to be adopted for implementation of the SB's fatawa, resolutions and guidelines and provide clarification thereon.(1)

مناسب معیار (FAPC) کے مطابق ایک آزاداور موثر SB مقرر کیا جائے گا جو اس فریم ورک کے ضمیمہ A-میں موجود ہے،اس کے ایک شرعی سکالر ممبر کے ساتھ ریزیڈنٹ شریعہ بورڈ ممبر (RSBM) کے طور پر کام کر رہا ہوگا تاکہ SB کے فتوے،قراردادوں اور رہنما خطوط پر عمل درآمد کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار کی نگرانی کرے۔

2014 میں اسٹیٹ بینک نے شریعہ ایڈوائزر اور شریعہ بورڈ کے لئے نیا نظام شریعہ گورنفس فریم ورک (SGF) متعارف کروایا اور سسٹم میں بہتری پیدا کی۔ ہر بینک میں ایک شریعہ ایڈوائزر (RSBM) کے علاوہ شریعہ بورڈ کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ جو بینک کی انتظامیہ کو رپورٹ کرنے کے بجائے بورڈ آف ڈائریکٹر کو رپورٹ کرے گا۔اس کی وجہ سے شریعہ ایڈوائزر کی آزادی کافی حد تک بحال ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود شریعہ ایڈوائزر کو مکمل آزادی نہیں ملی، جس کو ہم آگے بیان کرینگے۔

اسی طرح سیکورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان نے بھی 2017 میں شریعہ ریگولیشن متعارف کرایا، جس میں شریعہ بورڈ کے شرائط، تعداد، اور تعلمی قابلیت پر تفصیلی اصول وضوابط وضع کیے گئے ،اور حال ہی میں شریعہ ریگولیشن 2023 متعارف کرایا، جس میں شریعہ کمپلائنٹ کمپنیوں سے متعلق اصول وضوابط مرتب کیے گئے ہیں اور ساتھ ہی شریعہ بورڈ اور شریعہ ایڈوائز کے شرائط بھی تفصیلی بیان کیے گیے ہیں۔

نئے ریگولیشن کے مطابق کسی بھی شریعہ کمپلائنٹ کمپنی کے لئے کم از کم دو افراد بورڈ میں ہونا ضروری ہے۔

---

(1). SBP, Shari'ah Governance Framework for Islamic Banking Institutions (IBIs). State Bank of Pakistan, IBD Circular No. 01 of 2015, issued on April 07. page 4 http://www.sbp.org.pk/ibd/2015/index.htm,

The Commission may, through a notification, require a Shariah-compliant company, a class of Shariah compliant companies, an Islamic financial institution or a class of Islamic financial institutions to form, constitute, appoint, or engage a Shariah supervisory board within a stipulated period, comprising at least two persons who meet the fit and proper criteria of a Shariah scholar member and other requirements as provided in these regulations(1)

کمیشن، ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے، شریعت کے مطابق کمپنی، شریعت کے مطابق کمپنیوں کے ایک طبقے، ایک اسلامی مالیاتی ادارے یا اسلامی مالیاتی اداروں کے ایک طبقے کی تشکیل کے لئے ایک مقررہ مدت کے اندر شریعہ سپروائزری بورڈ کو شامل کریں، جس میں کم از کم دو افراد شامل ہوں جو شریعہ اسکالر ممبر کے موزوں اور مناسب معیار اور ان ضوابط میں فراہم کردہ دیگر اصولوں پر پورے اترتے ہوں۔

یہ بات اپنی جگہ قابل غور ہے کہ کیا صرف دو بندے پورے کمپنی کے شرعی نظام کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور دوسری بات بھی قابل غور ہے کہ کیا یہی دو بندے صرف یہاں پر خدمات سرانجام دینگے یا کسی اور جگہ بھی ؟اس حوالے سے تھوڑی بحث ان شاءاگلے صفحات میں آئے گی۔

خدمات:(Services)

شریعہ ایڈوائزی نظام خواہ کسی بھی اسلامک بینک کا ہو یا کسی بھی اسلامی مالیاتی ادارے کا ہو اپنی خدمات میں سرانجام دینے میں حتی الوسع کوشاں رہتے ہیں، ذیل میں ان خدمات کا جائزہ لیا جاتا ہے :

چنانچہ شریعہ ریگولشن 2023 کے مطابق شریعہ بورڈ کے خدمات مندرجہ ذیل ہیں :

A Shariah supervisory board or the Shariah advisor, responsible for the following functions: (a) with respect to Shariah compliant securities,

(i) review and approve Shariah structure and related documents and agreements.

(ii) apply intellectual reasoning to ensure Islamic financial services follow Shariah principles and rules, in the absence of any Shariah rulings, principles, or concepts endorsed by the Shariah advisory committee.

(iii) give Shariah opinion(s), which shall be binding on the issuer of Shariah- compliant securities and ensure its proper documentation; (iv) ensure that the applicable Shariah principles and rules, Shariah opinions, rulings, and guidelines are complied with; and (v) provide guidance and propose mechanism to ensure Shariah compliance.(2)

شرعی سپروائزری بورڈ یا شریعہ ایڈوائزر، جیسا کہ معاملہ ہو اس کا ذمہ دار ہو گا۔

---

(1) consultation-paper-proposed-shariah-governance-regulations-2023.page 9www.secp.gov.pk/document/

(2) consultation-paper-proposed-shariah-governance-regulations-2023.page 16www.secp.gov.pk/document.

- شرعی ڈھانچے اور متعلقہ دستاویزات اور معاہدوں کا جائزہ اور منظوری؛
- اس بات کو یقینی بنانے کے لیے فکری استدلال کا اطلاق کریں کہ اسلامی مالیاتی خدمات شرعی اصولوں اور قواعد کی پیروی کریں، کسی شرعی احکام، اصول، یا شرعی مشاورتی کمیٹی کے ذریعے توثیق شدہ تصورات کی عدم موجودگی میں؛
- شرعی رائے (رائے) دیں، جو شریعت کے مطابق سیکیورٹیز جاری کرنے والے پر لازم ہو اور اس کی مناسب دستاویزات کو یقینی بنائے۔
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ قابل اطلاق شرعی اصول و ضوابط، شرعی آراء، احکام، اور ہدایات کی تعمیل کی جاتی ہے؛ اور رہنمائی فراہم کریں اور شریعت کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیے طریقہ کار تجویز کریں۔

ان ریگولیشن کا خلاصہ ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ شریعہ بورڈ:

پاکستان میں اسلامی مالیاتی نظام کے فروغ کے لئے AAOIFI کے جاری کردہ معیارات کو عملی طور نافذ کرنے کئے لئے رہنمائی فراہم کرتے ہیں

اسی طرح مالیاتی اداروں کی پروڈکٹس کا شرعی نقطہ نظر سے تجزیہ کرنا۔

اسلامی مالیاتی نظام کی ترویج کے لئے کام کرنا۔

لوگوں میں اسلامی مالیاتی نظام کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنا اور ان کے سوالات کا حتی الامکان حل پیش کرنا۔

اسلامی مالیاتی نظام پر تحقیقی کام کرنے اور عملی طور پر نفاذ کے لئے اداروں کو آمادہ کرنا۔

متعلقہ کام پر تحقیقی مواد فراہم کرنا اور تمام مسائل کو قلمبند کرنا وغیرہ۔

لہذا شریعہ بورڈ کے مختلف قسم کے خدمات ہیں اور ان خدمات میں بورڈ کو پورا اترنا بہت ضروری ہے، کیونکہ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اگر ذمہ داری کی حساسیت کو نہیں پہچانا گیا اور اس میں غفلت برتی گئی تو یہ دنیا و آخرت کے اعتبار سے ہم بہت خطرناک صورتحال کی طرف جائیں گے۔

شریعہ بورڈ کی اہمیت و ضرورت:

قرآن وحدیث میں ہر شعبہ زندگی سے متعلق بنیادی مقاصد اور واضح اصول کی رہنمائی کی گئی ہے، لیکن طریقہ کار مختلف ادوار میں بدلتا رہتا ہے اس لیے جزئیات کی صراحت نہیں کی گئ ہے۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے حضرات فقہاء کو کہ انہوں نے کتاب وسنت کی ہدایات اور اصول و مقاصد کو سامنے رکھ کر اس کا پورا نظام مرتب کیا ہے اور ہر عہد کے

تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق اجتہاد و استنباط سے کام لے کرامت کی رہبری کی ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو ہمارے فقہی ذخیرہ میں بھی عبادت و معاشرت سے متعلق مسائل کا زیادہ احاطہ کیا گیا ہے اور اجتماعی اور اسلام کے معاشی تصورات اور موجودہ زمانہ میں ان کی تطبیقات پر کم توجہ دی گئی ہے، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ دین کا جو شعبہ عمل میں رہتا ہے، اس میں تسلسل کے ساتھ غور و فکر بھی ہوتا ہے اور اجتہاد و استنباط کی محنتیں بھی جاری رہتی ہیں اسی لئے عبادات اور معاشرتی مسائل میں تسلسل کے ساتھ ایسی محنتیں ہوتی رہیں کہ اس میں کوئی خلا نظر نہیں آتا اس لئے موجودہ دور میں فقہی اعتبار سے سب سے بڑا چیلنج معاملات کی نئی مروجہ شکلوں پر شرعی تطبیق ہیں جو ایک ضرورت بن گئی ہیں اگر شرعی نقطۂ نظر سے اس میں قباحت پائی جاتی ہے تو ان کے متبادل کو دریافت کیا جاتا ہے۔

علماء کرام کی صرف یہ ذمہ داری نہیں کہ صرف ایک عقد اور ٹرانزیکشن کو حرام قرار دیے بلکہ اصول اور قواعد کی روشنی میں حل تلاش کرنا بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے اور اسی طرح مالی معاملات کی حساسیت کو سمجھنا اور معاشی مسائل سے واقفیت بھی علماء کرام کے لئے ضروری ہے کیونکہ علماء کرام وقت کے مقتداء ہوتے ہیں ان سے لوگ شرعی معاملات میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں اگر ایک عالم کو خود بزنس اصول کا علم نہیں ہوگا یا اس کو تجارتی اخلاقیات کا علم نہیں ہوگا تو پھر وہ معاشرے میں رہنمائی نہیں کر سکتا، چنانچہ احادیث مبارکہ میں بغیر علم سیکھیں تجارت سے بھی منع فرمایا:

عن أبي هريرة – رضي الله عنه – أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم قال:((يأتي على الناس زمان لا يبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم الحرام (1)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے آیا وہ حرام ہے یا حلال؟

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

"اعلم ان تحصيل علم هذا الباب واجب على كل مسلم مكتسب، لأن طلب العلم فريضة على كل مسلم، وانما هو طلب العلم المحتاج اليه والمكتسب يحتاج الى علم الكسب الخ....(2)

(1)بخاری، محمد ابن اسماعیل،(1407ھ) الصحیح، کتاب الکسب، مطبوعہ، دار الفکر، بیروت، 242/1

(2)غزالی، امام غزالی(1433ھ)، احیاء علوم الدین، کتاب آداب الکسب، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ، باب ثانی، 2ص:89

یعنی باب تجارت کا علم حاصل کرنا ہر کمانے والے مسلمان پر واجب ہے اور اس سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے، اگر تاجر نے علم حاصل کر لیا تو علم کی روشنی میں جو معاملات فاسد ہوں گے ان سے بچتا رہے گا اور اگر بعض مسائل مشتبہ ہوں تو ان کے بارے علماء کرام سے پوچھ کر عمل کرے گا۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ علم تجارت شروع کرنے سے پہلے سیکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص کہے پہلے سیکھنے کی ضرورت نہیں میں کاروبار شروع کر دیتا ہوں جب کوئی واقعہ پیش آئے اور اشتباہ میں پڑوں تو مسائل سیکھوں گا یا عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر عمل کروں گا تو ہم کہیں گے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے۔ جب تجھے مسائل تجارت کا کچھ علم ہی نہیں تو تجھے عقد صحیح اور غیر صحیح کا پتہ ہی نہیں چلے گا، تمہیں اشتباہ ہی نہ ہوگا کہ علماء کرام سے رجوع کرو، بلکہ تم تو ہر معاملہ کو جائز اور درست ہی سمجھو گے، اسلئے ابتداء مسائل تجارت سیکھنا واجب ہے۔

"ولذلك روى عن عمر رضى الله عنه انه كان يطوف السوق ويضرب بعض التجار بالدرة ويقول لا يبيع في سوقنا الامن تفقه والا اكل الرباشاء ام ابى"۔(1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے مروی ہے کہ وہ بازار کا چکر لگاتے اور بعض تاجروں کو ڈرے مارتے اور فرماتے کہ ہمارے بازار میں صرف وہ شخص تجارت کرے جو مسائل جانتا ہو ورنہ وہ سود کھائے گا چاہیے یا نہ چاہیے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"لا يبع فى سوقنا هذا من لم يتفقه فى الدين"-(2)

جو شخص فقیہ (دینی مسائل کا ماہر) نہ ہو اس کو ہمارے بازار میں خرید و فروخت کی اجازت نہیں۔

یعنی تجارت کی بنیادی علوم سب کے لئے حاصل کرنا ضروری ہے اور ایسے شخص جو تجارت کے مسائل سے ناواقف ہوتا تھا اس کو بازار سے پٹایا جاتا تھا تاکہ وہ عام لوگوں کے لئے ضرر کا سبب نہ بن سکیں۔

لہذا علماء کو معاشی میدان میں علوم سے واقفیت بہت ضروری ہے تاکہ وہ عوام کی صحیح رہنمائی کر سکیں، بلکہ حالات حاضرہ اور جدید معاملات میں دسترس بھی بہت ضروری ہے تاکہ جدید معاملات، اسلامک بینکنگ، وغیرہ بھی شرعی

---

(1) احیاء علوم الدین کتاب آداب الکسب، صفحہ 89

(2) ترمذی، محمد بن عیسی، (1406ھ) سنن الترمذی، ابواب صلوۃ الجمعہ، کراچی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 110/1،

رہنمائی کر سکیں،ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے ایک بات نقل فرمائی ہے جو موضوع کی مناسبت سے یہاں نقل کی جاتی ہے؛

یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے جب تجارت اور کاروبار کے احکام مرتب فرمائے تو پہلے انھوں نے تجارت اور کاروبار کے طریقوں سے واقفیت حاصل کی۔امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کا یہ طرز عمل اکثر کتابوں میں موجود ہے کہ جس زمانے میں وہ بیوع اور کاروبار کے احکام مرتب فرما رہے تھے،اس زمانے میں وہ روزانہ ایک مقرر وقت پر بازار تشریف لے جایا کرتے تھے اور بازار میں کچھ دیر بیٹھ کر تاجروں کو تجارت کرتے دیکھتے تھے۔خریداروں کو خریداری کرتے دیکھتے تھے۔بیچنے والوں کو اپنی چیزیں بیچتے ہوئے ملاحظہ فرماتے تھے۔اور یہ سمجھنے کی کوشش کرتے تھے کہ تاجر تجارت کیسے کرتے ہیں۔بازار میں کون کون سے طریقے رائج ہیں اور سرمایہ کاری کے کون کون سے انداز بازار میں مروج ہیں۔آج کل کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ تجارت اور سرمایہ کاری کے اسلامی احکام مرتب کریں ان کو دور جدید کا علم تجارت یعنی کامرس،دور جدید کے انتظامی معاملات یعنی بزنس ایڈ منسٹریشن،معاشیات اور ملک کے مالیاتی اور تجارتی قوانین سے بقدر ضرورت واقفیت ہونی چاہیے۔اس لیے میں وقتاً فوقتاً یہ گزارش کرتا رہتا ہوں کہ دینی تعلیم کے نصاب میں،وہ دینی تعلیم مدارس میں ہو رہی ہو،یونیورسٹیوں میں ہو رہی ہو یا کالجوں میں ہو رہی ہو۔دینی تعلیم کے متخصصانہ نصاب میں رائج الوقت قانون،معاشیات،رائج الوقت سیاسیات اور دستوری تصورات،علم تجارت اور علم انتظامیات کو بقدر ضرورت شامل کیا جانا چاہیے۔(1)

ان حالات میں شریعہ بورڈ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں فن کے ماہر لوگ بیٹھ کر مشورے سے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں اور پھر اسلامی مالیاتی اداروں میں اس کو عملی طور پر نافذ کرتے ہیں،کیونکہ جس طرح ہم دیگر کاموں میں اس فن کے ماہر سے رجوع کرتے ہیں اسی طرح شرعی معاملات کا جو ماہر ہو گا اس فن میں اس سے ہی رابطہ کیا جائے گا ،ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اسی میں عافیت اور جہالت کا علاج اور شفاء بتلایا ہے کہ واقفیت نہ ہونے پر واقف سے معلومات حاصل کرنے میں ہی عافیت ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

عن جابر قال : خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه ، ثم احتلم فسأل أصحابه : هل تجدون لي رخصة في التيم؟ فقالوا : ما نجد لك رخصة وأنت تقدر على الماء. فاغتسل فمات، فلما قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبر بذلك فقال قتلوه

---

(1)غازی،ڈاکٹر محمود احمد غازی(2010ء)محاضرات معیشت و تجارت،الفیصل ناشران کتب،لاہور،صفحہ نمبر 127

قتلهم الله، ألا سألوا إذ لم يعلموا، إنما شفاء العى السؤال، إنما كان سائيكفيه أن يتيمم ويعصب على جرحه خرقة ، ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده۔(1)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر میں ایک صحابی کے سر میں پتھر لگا وہ زخمی ہو گیا تھا۔اسے احتلام ہو گیا۔اس نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا میں تیمم کر سکتا ہوں؟ تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ پانی پر قدرت رکھتے ہو آپ تیم نہیں کر سکتے۔انہوں نے غسل کیا اور مر گیا۔جب اللہ کے نبی صلی علیم سے تھے۔آپ کو سارا واقعہ سنایا آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اسے قتل کیا اللہ نے اس کے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔جب لوگ کسی مسئلے سے ناواقف ہوں وہ دوسروں سے کیوں نہیں پوچھتے؟ جاہل آدمی کی شفا سوال کرنے میں ہے۔اس کے لئے تیم کرنا اور زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مسح کر کے باقی جسم پر پانی بہا دینا کافی تھا۔

لہذا شریعہ ایڈوائزری نظام خواہ بینک کا ہو یا کسی بھی مالیاتی کمپنی کا یہ اسلامی معاشی نظام کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے ملک میں اسلامی مالیاتی نظام کی ترقی میں شریعہ بورڈ کا بہت اہم کردار ہے، کیونکہ شریعہ بورڈ کا کام صرف برنس اخلاقیات(Business Ethics)، نئی پروڈکٹس ڈیویلپمنٹ (NewProduct Development) مارکیٹنگ اور ایڈورٹائزنگ، کارپوریٹ سوشل ذمہ داری، (Corporate Social Responsibility)، ہی نہیں بلکہ پالیسی وضع کرنا اور پروڈکٹس دیکھ کر تجزیہ کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھنا بھی ہے کہ کون سی چیز شریعت کے موافق اور کون سی متصادم ہے، کس چیز کو اپنایا جاسکتا ہے اور کس کو نہیں، صحیح اور غلط کی رہنمائی اور سودی اداروں کو غیر سودی متبادل فراہم کرنا وغیرہ خدمات شامل ہیں اور یقیناً یہ کام شریعہ بورڈ ہی کا ہے کہ ان معاملات کو دیکھے اور شریعت کے مطابق عملی تطبیق کو یقینی بنائے۔

شریعہ بورڈ،اوصاف اور اخلاقی اقدار:(Shariah Board, Qualities and Moral Values)

ہمارے اس ریسرچ کام کا ایک اہم عنوان یہ بھی ہے کہ ہم شریعہ بورڈ ممبر کی اوصاف اور اس سے متعلق اخلاقی اقدار کو بیان کرینگے، کیونکہ شریعہ بورڈ ممبر پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لہذا بورڈ ممبر کو علمی پختگی کے ساتھ ساتھ اخلاق، کردار، میل جول اور دیگر طرز زندگی میں بہت ممتاز ہونا چاہیے، اسی وجہ سے فقہاء کرام نے مفتیان کرام کے لئے اصول وآداب لکھے ہیں، چنانچہ ذیل میں ہم ان اصول، اوصاف اور اقدار کا ذکر کر رہے ہیں۔

(1)ابو بکر احمد بن الحسین،(2011ء)سنن کبریٰ، باب المسح علی العصائب، مطبوعہ، مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد 228/1،

شریعہ بورڈ ممبر کا عالم اور مفتی ہونا:

شریعہ بورڈ کا کام چونکہ شرعی معاملات میں رہنمائی کرنا ہے،اس لئے اس کے ممبر کو سب سے پہلے عالم اور مفتی ہونا ضروری ہے،کیونکہ شرعی معاملات میں رائے دینا اور حکم جاری کرنا کسی مستند مفتی کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ یہ بات تقریباً تمام اہل علم کے نزدیک طے شدہ ہے کہ کوئی بھی شخص علوم دینیہ کے بغیر فتوی دینے کا اہل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ "اعلام الموقعین " کے مصنف علامہ ابن القیم جوزی رحمہ اللہ مفتیان کی شرائط کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

"لا يجوز الافتاء الا لرجل عالم بالكتاب والسنة"(1)

یعنی فتوی صرف وہی شخص دے سکتا ہے جو قرآن وسنت کا عالم ہو۔

قرآن وسنت کے علوم میں خاطر خواہ دسترس نہ ہونے کی صورت میں کسی کو فتویٰ دینے کا حق نہیں پہنچتا۔اسلئے ایسے افراد جو قرآن حدیث کے مخصوص حصے کا علم حاصل کر کے مسند افتاء پر فائز ہو جاتے ہیں، جبکہ وہ قرآن وحدیث کے تمام پہلوؤں سے ناواقف ہوتے ہیں فتوی دینے کے اہل نہیں ہو سکتے اور مفتی کا یہ منصب بہت ذمہ داری والا منصب ہے وہ اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر کسی شرعی مسئلے سے متعلق فتوی دیتا ہے،اسی وجہ سے اگر مفتی نہ غلط فتوی دیا تو اس کا گناہ بھی اس پر ہوگا۔

جبکہ عالم اور مفتی بھی ایسا ہو کہ اس کو شرعی علوم میں مکمل دسترس حاصل ہو کسی ایک فن کا ماہر نہ ہو بلکہ قرآن ،حدیث ،فقہ ،اصول فقہ ،فتوی نویسی ،جدید معاملات ،عرف عام وغیرہ سے واقفیت ہوں،ان القیم جوزی نے اپنی کتاب میں شروط افتاء میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

"لا يحل لاحد ان يفتي فى دين الله الا رجلا عارفا بكتاب الله بناسخه و منسوخه و محكمه و متشابه و تاويله و تنزيله و مكيته و مدنيه ومااريد به ويكون بعد ذالك بصيراً بحديث رسول الله صلى الله عليه و سلم و بالناسخ والمنسوخ و يعرف عن الحديث مثل ما عرف من القرآن و يكون بصيرا باللغة بصيراً بالشعر ولا يحتاج اليه للسنة و القرآن ويستعمل هذا مع الانصاف ويكون بعد هذا شرفاً على اختلاف اهل الامصار -"(2)

---

(1)الجوزی،ابن القیم الجوزی،(1405ھ)اعلام الموقعین،شروط الافتاء جلد،مطبوعہ،دارالفکر،بیروت 351/1

(2)اعلام الموقعین،شروط الافتاء 31/1

ترجمہ -اللہ کے دین کے بارے میں صرف وہی شخص فتوی دے سکتا ہے جو قرآن کریم کے ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، تاویل و تنزیل، سورتوں کے مکی و مدنی ہونے اور معنی و مفہوم کو بخوبی جانتا ہو اور یونہی احادیث نبویہ میں اچھی خاصی دسترس کے ساتھ ساتھ ناسخ و منسوخ کا علم رکھتا ہو اور قرآنی حروف کی طرح احادیث کے الفاظ کو بخوبی جانتا ہو اور لغت و شعر میں اچھی بصیرت رکھتا ہو۔ قرآن وحدیث کی تشریح کے لیے شعر کا محتاج نہ ہو۔ ان سب علوم کا استعمال انصاف کے ساتھ کرے۔ اس کے علاوہ وقت کے علماء کے اختلافات سے بھی بخوبی واقف ہو۔

یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف عالم ہونا فتوی کے لئے کافی نہیں بلکہ اسکو قرآن و حدیث سے مسائل اخذ کرنے ملکہ بھی رکھتا ہو کہ قرآن کی کون سی آیت منسوخ اور کون سی ناسخ ہے، کون سی آیت مکہ اور کون سی مدینہ میں نازل ہوئی۔ تاکہ اگر کہیں دحکموں کا بظاہر تعارض ہو تو کس کو لینا ہوگا اور کس کو چھوڑنا ہوگا اور فقہی اعتبار سے کون سی آیت کہاں ہے یعنی اس آیت کے ظاہر النص سے کون سا حکم اور اشارۃ النص سے کون سا حکم اور دلالۃ النص سے کون سا حکم اخذ کیا جاسکتا ہے، الغرض تمام علوم میں ماہر ہوں اور علماء کے درمیان جو فروعی اختلافات ہیں اس سے بھی واقف ہو، کیونکہ اس کا بھی فتوی پر بہت اثر پڑتا ہے۔

اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"عارفا من علم القرآن وعلم الحديث، وعلم الناسخ والمنسوخ وعلمي النحو، واللغة، واختلاف العلماء واتفاقهم بالقدر الذي يتمكن به من الوفاء بشروط الأدلة والاقتباس منها، ذادربة و ارتياض في استعمال ذلك، ذادربة و ارتياض في استعمال ذلك، عالما لفقه ضابطه، عالما بالفقه ضابطه. فمن جمع هذه الفضائل فهو المفتي المطلق المستقل."(1)

مفتی کو قرآن وحدیث، ناسخ و منسوخ اور نحو و لغت کا علم ہو اور علماء کے درمیان اختلاف آراء اور اتفاق اس قدر جانتا ہو جس کے ذریعے وہ استدلال واقتباس کرنے پر قادر ہو اور پھر اس کو استعمال کرنے میں محتاط بھی ہو فقہی تکییف کو جاننے والا ہو بڑے بڑے مسائل اور انکی تفریحات کے ضابطوں سے بخوبی واقف ہو۔ جو ان تمام صفات کا مالک ہو، وہی مفتی مستقل بن سکتا ہے

چنانچہ اسٹیٹ بینک کی طرف سے جاری کردہ ریگولیشن ہو یا ای سی پی کی طرف سے 2017 یا 2023 ہو، دونوں میں شریعہ بورڈ ممبر کے لئے بنیادی طور پر عالم اور مفتی کا شرط ہے، ذیل میں ملاحظہ ہو۔

"A Muslim adult who is well-versed in Figh and Usul al Fiqh;

---

(1)ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن،(1440ھ)آداب المفتی والمستفتی، ناشر، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ 86/1

Possess the following minimum qualifications in the field of Shariah, preferably in Fiqh-ul-Mamulat, which is equivalent to a master's degree.a Shahadat-ul-Aalamiyyah Shahadat al-Alamiyah (degree, ie, Darse Nizami Dars Nizami with at least 70%marks, a Takhasus fil ifta (specialization in al-ifta) certificate, and second-class bachelor's degree in contemporary fields of education;(1)

(i)ایک مسلمان بالغ جو فقہ اور اصول فقہ میں ماہر ہو۔

(ii) شریعت کے میدان میں درج ذیل کم از کم قابلیت کے حامل ہوں، ترجیحاً فقہ المعاملات میں، جو کہ ماسٹر ڈگری کے مساوی ہے۔

شہادۃ العالمیہ (ڈگری، یعنی درس نظامی درس نظامی کم از کم 70% نمبروں کے ساتھ، تخصص فی الافتاء کا سرٹیفکیٹ اور دوسرے درجے کا تعلیم کے عصری شعبوں میں بیچلر کی ڈگری۔

لہذا اس ریگولیشن کے مطابق بھی ایک شریعہ بورڈ ممبر کے لئے عالم اور مفتی ہونا ضروری ہے ،اگرچہ اس ریگولیشن کے مطابق اگر کوئی شخص اصول دین میں پوسٹ گریجویٹ ڈگری یا شریعہ اینڈ لاء کی ڈگری کا حامل ہو تو وہ بھی شریعہ بورڈ ممبر بن سکتا ہے، لیکن صرف یہ تعلیم میں صرف یہ شرط ایک شریعہ بورڈ ممبر کے لئے محل نظر ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے پہلے گزر چکا ہے کہ شریعہ ایڈوائزی نظام ایک خالص شرعی معاملات میں رہنمائی کرنے والا نظام ہے جبکہ بہت سارے معاملات ایسے بھی آتے ہیں جس میں باقاعدہ فتوی کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے باقاعدہ درس نظامی پڑھا ہوا عالم اور مفتی ہونا ضروری ہے ،لہذا صرف اس ڈگری کی بنیاد پر تو شریعہ بورڈ ممبر رکھنا محل نظر ہے ،البتہ شریعہ بورڈ ممبرز میں اگر اکثریت مستند مفتیاں کرام کی ہیں اور اس میں ایک ممبر اصول الدین ڈگری کے حامل ہو تو اس میں گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

شریعہ بورڈ ممبر اور اخلاص:

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے دو چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے ،اس میں ایک چیز اخلاص ہے یعنی ہر کام میں اللہ کی رضا مطلوب ہو اور دوسری چیز سنت ہے یعنی کوئی بھی عمل ہو وہ سنت کے مطابق ہوں، چنانچہ عمل اگرچہ بہت بڑا ہو مگر سنت کے مطابق نہیں ہو گا تو وہ بھی عند اللہ مقبول نہیں ہو گا، لہذا شریعہ بورڈ ممبر کے لئے بنیادی صفت اخلاص ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو اللہ کی طرف سے امانت سمجھ کر ادا کرے اور دنیا کی کسی بھی قسم کا لالچ اس کو حق گوئی سے نہ روک سکیں ،کیونکہ علماء کرام کا کام اخلاص کے ساتھ رسول عربی ﷺ کی شریعت کو دنیا تک پہنچانا ہے اسی طرح عام لوگوں کی بلا کسی خطر اور لالچ کے رہنمائی کرنی ہے ،ایک حدیث پاک میں اس کی طرف ارشارہ کیا گیا:

(1) consultation-paper-proposed-shariah-governance-regulations-2023.page 10www.secp.gov.pk/document.

قال ابن مسعود لا تعلموا العلم لثلاث لتماروا به السفهاء ، وتجادلوا به العلماء ، ولتصرفوا به وجوه الناس إليكم ، وابتغوا بقولكم ما عند الله ، فإنه يدوم ويبقى وينفد ما سواه(1)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ علم تین وجوہ سے نہ سیکھو جاھلوں پر غالب آنے کے لئے، علماء سے مناظرہ کے لئے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے، اپنے قول سے اللہ کی رضا تلاش کرو اس لئے وہ باقی رہنے والا ہے اور باقی سب کے لئے فنا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث ایسے علم کے لئے خطرناک وعید ارشاد فرمائی گئی ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من تعلم علما مما يبتغي به وجه الله لا يتعلمه إلا ليصيب به عرض من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة(2)

ترجمہ: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے حاصل کئے جانے والے علم کو دنیا جمع کرنے کے لئے حاصل کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی بو بھی نہیں سونگے گا۔

ان حدیث سے بھی علم میں اخلاص اور استغناء کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، لہذا ایک شریعہ بورڈ ممبر کے لئے اخلاص کے ساتھ متصف ہونا بہت ضروری ہے تاکہ شرعی معاملات اور رہنمائی میں کوئی دنیاوی لالچ سامنے نہ آئے اور بلا خوف وخطر وہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں۔

شریعہ بورڈ ممبر کا زمانے کے عرف سے واقف ہونا:

شریعہ ایڈوائزر کے لئے اپنے زمانے کے عرف سے واقف ہونا بہت ضروری ہے، کیونکہ جب تک شریعہ بورڈ ممبر کو عرف اور زمانہ کا علم نہیں ہوگا وہ صحیح فتوی نہیں دے سکے گا، موجودہ دور کے عرف کے لحاظ سے اس دور کے شریعہ بورڈ ممبر کے لئے تجارت کے مسائل میں عصری علوم اور تجارتی طریقوں کو جانے بغیر فتوی دینا بہت مشکل بن گیا ہے۔ مارکیٹ اور پھر بین الاقوامی مارکیٹ میں نت نئے تجارت کے طریقے جانے بغیر مفتی اور شریعہ بورڈ ممبر بھی عام آدمی کی طرح ہے۔ مزید یہ کہ دور حاضر کے تجارت کی پیچیدہ صورتوں کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ آج کل اکثر فتوی دینے والے اداروں کو یہی مشکل درپیش ہے۔ اس لئے شریعہ بورڈ کے ممبرز کے لئے اپنے زمانے کے عرف کو سمجھنا بہت

(1) دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن (1407ھ) سنن دارمی،، مطبوعہ، موسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان 188/14

(2) البغدادی، الخطیب البغدادی (1421ھ)، الفقیہ والمتفقہ، باب اخلاص النیۃ، مطبوعہ، دار ابن جوزی، السعودیہ، رقم الحدیث، 1، 440/803

اہم اور ضروری ہے۔ شریعہ بورڈ ممبر کے لئے عرف کا علم ضروری قرار دیتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

عرف اور زمانہ کی تبدیلی کا اثر چونکہ احکام کی تبدیلی کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے، اس لیے فقہاء اس بات پر خاص طور پر زور دیتے ہیں کہ شرعی احکام بیان کرنے والوں کو عرف وعادت زمانہ اور ماحول کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، علامہ ابن القیمؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب "اعلام الموقعین" میں ایک مستقل باب ہی اس عنون سے قائم کیا ہے:

"تَغَيُّر الفَتْوَى واختلافِها بحسْب تَغيُّر الأزْمنة والأمكنة والأحوال والنِّيات والعَوائد"-(1)

البحر الرائق میں علامہ کروری کی کتاب مناقب الامام محمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ امام محمد مسائل کی تحقیق کے لئے بسااوقات خود رنگ ریزوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے مابین رائج معاملات کی تفتیش کیا کرتے تھے۔

"وفي البحر عن مناقب الإمام محمد للكردري كان محمد يذهب إلى الصباغين ويسأل عن معاملتهم وما يديرونها فيما بينهم."(2)

لہذا آج بھی مفتی کو تحقیق طلب مسائل میں اہل معاملہ سے براوراست مراجعت کرنی چاہئے۔اور یہی عرف کا مفہوم ہے کہ مفتی اور موجودہ دور کسی بھی مالیاتی ادارے کے شریعہ بورڈ میں کام کرنے والے کے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے معاملات اور عرف سے واقف ہو۔ بلکہ عرف کو جانے بغیر صرف قضاء وافتاء کا علم بھی ناکافی بے سود ہے۔ چنانچہ فقہاء کے ہاں مشہور ہے۔

"من جهل باهل زمانه فهو جاهل"(3)

جواپنے زمانے والوں سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے۔

لہذا جتنا قرآنی علوم کا سمجھنا ضروری ہے اتنا ہی عرف اور زمانہ کو سمجھنا بھی ضرروی ہے، کیونکہ سائنس و ٹیکنالوجی کے اس جدید دور میں جہاں مارکیٹ میں موجود نئ مصنوعات (Products) کا سمجھنا از خود ایک مسئلہ ہے۔ اس لئے کہ نت نئے معاملات وجود میں آچکے ہیں، جب تک مارکیٹ سے متعلق معلوملات نہیں ہو گی تو مفتی اور شریعہ بورڈ

---

(1) الجوزی، ابن القیم الجوازی، اعلام الموقعین، شروط الافتاء، 35/1

(2) ابن نجیم، علامہ محمد ابن نجیم، (1425ھ) البحر الرائق، مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 98/4

(3) شامی، علامہ ابن عابدین الشامی (1433ھ)، ردالمحتار، کتاب القضاء، مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت 359/5

ممبر اپنی ذمہ دراى صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکتا،اس لئے ضروری ہے کہ ایڈوائزر اپنے زمانے کے عرف سے پوری طرح واقف ہو اور فتوی دیتے وقت حالات کا اچھی طرح جائزہ لے کر فیصلہ کرلیا کریں۔

اپنی رائے کو حتمی نہ سمجھنا:

کوئی بھی شخص کامل اور مکمل نہیں بلکہ ہر انسان کا علم محدود ہے لہذا کوئی بھی مفتی اور شریعہ بورڈ ممبر اپنی رائے اور فتوی کو حتمہ نہ سمجھے ،بلکہ سب سے پہلے تحقیق کرکے رہنمائی کرلیا کریں ،لیکن اگر دلائل سے اس مسئلہ کو کوئی دوسرا جہت واضح ہو جائے تو پھر اپنی رائے پر ڈٹ جانے کے علاوہ دلائل کی روشنی میں اپنے رائے سے رجوع کرنا چاہیے ،یہی اہل علم کی پہنچان ہے اور یہ نشانی ہے اہل تقوی اور اہل اخلاص کی کہ وہ اپنی غلطی کے اصلاح پر کبھی بھی پریشان نہیں ہوتے ہے بلکہ اس کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں ،چنانچہ ابن الصلاح نے اپنی کتاب میں حسن بن زیاد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

"ولقد أحسن الحسن بن زياد اللؤلؤي صاحب أبي حنيفة فيما بلغنا عنه أنها ستفنى في مسألة فأخطأ فيها ولم يعرف الذي أفتاه فاكتوري مناديا فنادى أن الحسن بن زياد استفنى يوم كذا وكذا في مسألة فأخطأة فيها وكذا في مسألة فأخطأة فيها"(1)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد حسن ابن زیاد اللولوی کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے کوئی فتوی دیا۔بعد میں انہیں معلوم ہوا کہ فتوی دینے میں غلطی ہوتی ہے۔انہوں نے ایک منادی کو کرائے پر لیا اور کیا آواز لگاؤ کہ فلاں فلاں دن حسن این زیاد رحمہ اللہ نے کسی کو کوئی فتوی دیا تھا جس میں ان سے غلطی ہوگئی تھی۔سو مستفتی حسین ابن زیاد سے رجوع کرلے۔

جدید علوم سے واقفیت بھی ضروری ہے:

مفتی اور شریعہ بورڈ ممبر کو جس طرح قرآن وسنت کے علوم سے واقف ہونا ضروری ہے ،اسی طرح اس کو عصری علوم اور جدید معاملات سے واقفیت بھی بہت ضروری ہے ،کیونکہ کسی بھی مالیاتی ادارے میں کام کرنے کے لئے وہاں کی اصطلاحات ،الفاظ ،قانون ،ایگریمنٹ ،پالیسی کو جاننا ضروری ہے اور یہ جتنے بھی چیزیں یہاں بیان ہوئی تقریباً ہر ادارے میں یہ انگلش زبان میں ہوتی ہے اس لئے اگر کسی مفتی کو یا شریعہ بورڈ ممبر کو انگلش سے واقفیت نہیں ہوگی تو اس

(1)ابن الصلاح ،عثمان بن عبد الرحمن(1440ھ)،آداب المفتی والمستفتی ،القول فی احکام المفتین ،مطبوعہ مکتبہ العلوم والحکم ،سعودی عربیہ 110/1

کے لئے شرعی رہنمائی مشکل ہے، لہذا اس خلاء کو پر کرنے کے لئے علماء کرام کو جس طرح قرآنی علوم میں مہارت ہوتی ہے اور اس میں مزید کوشش کرتے ہیں اسی طرح کسی بھی مالیاتی ادارے میں کام کے لئے اس کو عصری تعلیم اور اور انگریزی زبان پر عبور بھی بہت ضروری ہے، چنانچہ علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ مفتی کے لئے ریاضی کو لازمی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" والأصح اشتراطه لأن من المسائل الواقعة نوعا لا يعرف جوابه إلامن جمع بين الفقه والحساب -"(1)

صحیح قول یہ ہے کہ مفتی کے لئے حساب اور ریاضی کا جاننا ضروری ہے ہے۔اس لئے کہ بعض مسائل کا جواب وہی مفتی دے سکتاہے جو فقہ کے ساتھ ساتھ ریاضی کو بھی جانتاہو۔

لہذا موجودہ دور میں اور موجودہ اسلامی مالیاتی نظام کو اگر حقیقی معنوں میں سمجھنا ہے اور وہاں کے لوگوں کو سمجھنا ہے تو پھر بغیر عصری علوم کے سمجھنا مشکل ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی مفتی یا شریعہ بورڈ ممبر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ہے ،اس لئے ضروری ہے کہ شریعہ بورڈ میں جانے سے پہلے ممبر کو عصری علوم ،انگریزی زبان سے واقفیت ضروری ہے۔

شریعہ بورڈ اور درپیش چیلنجز:

شریعہ بورڈ کسی بھی مالیاتی ادارے کے لئے ایک بنیادی حیثیت کا حامل ہے اور کسی بھی مالیاتی ادارے کا شریعہ بورڈ کے بغیر چلنا ممکن نہیں ، بلکہ شریعہ بورڈ کی دن رات محنت کی وجہ سے ہی مالیاتی ادارے رزو بروز ترقی کی طرف گامزن ہے، لیکن ان تمام حقائق کے باجود موجودہ دور میں شریعہ بورڈ کو مختلف چیلنجز درپیش ہیں، جن میں چند درجہ ذیل ہے۔

1۔انتخاب کا طریقہ کار اور اس میں غلطی:

شریعہ بورڈ کو درپیش چیلنجز میں سب سے پہلا چیلنج یہ ہے کہ انتظامیہ بورڈ انتخاب میں غلطی کر دیتے ہیں، کیونکہ بورڈ کا انتخاب تو خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہونی چاہیے اور جو شرائط اسٹیٹ بینک یا ایس ای سی پی کی طرف سے طے شدہ ہے اس کے مطابق سلیکشن ہونی چاہیے، کیونکہ جو بورڈ ممبر میرٹ کی بنیاد پر منتخب ہوگا تو ان کے فیصلے درست ہونگے اور ان کے فیصلوں میں قوت بھی ہوگی اور اس طرح فیصلے اسلامی مالیاتی ادارے کی ترقی کا ذریعہ بھی بنے گی، ورنہ اگر سفارشی کلچر سے انتخاب ہوگا تو پھر فیصلوں میں غلطیاں بھی ہونگی اور مالیاتی ادارے صرف نام کے اسلامی مالیاتی ادارے رہ جائنگے ، لہذا

(1)ابن الصلاح، آداب المفتی والمستفتی، 89/1

انتخاب میں جانبداری اور سفارشی کلچر شریعہ ایڈوائزری نظام کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے، علامہ نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مجموع شرح المھذب میں مفتی کیلئے بڑی عجیب شرط بیان کی ہے :

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

"شرطه مع ما ذكرنا أن يكون قيما بمعرفة أدلة الأحكام الشرعية من الكتاب والسنة والإجماع والقياس وما التحق بها على التفصيل وأن يكون عالما بما يشترط في الأدلة ووجوه دلالتها وبكيفية اقتباس الاباس من الكتاب."(1)

ترجمہ: مفتی کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ قرآن، سنت، اجماع، قیاس اور ان سے متعلق تفصیلات کا بخوبی علم رکھتا ہو۔ تمام دلائل اور ان کی وجوہات واسباب اور ان سے احکام نکالنے کی کیفیت بھی جانتا ہو۔

یعنی کسی بھی مفتی یا شریعہ بورڈ ممبر کا ان شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے اس لئے پاکستان میں مالیاتی اداروں کو ریگولیٹ کرنے والے اداروں نے تعلیم اور تجربہ کی شرط لگائی ہے، ان تمام شرائط پر پورا اترنے والا شخص ہی شریعہ بورڈ کا اہل ہو سکتا ہے۔

لیکن جب انتخابی عمل سفارش سے ہوگا اور میرٹ والے لوگ نظر انداز ہونگے تو پھر معاملات بہتر ہونے کے بجائے بگاڑ کی طرف جائنگے، مثلاً ایک جگہ پر ایک ادارے نے ایک قابل شریعہ ایڈوائزر کا انٹرویو کیا اور دوسے تین مرتبہ انٹرویو کرنے کے بعد اس کے کاغذات تقریباً فائنل ہوگئے، لیکن کچھ عرصہ بعد بغیر بتلائے، انتظامیہ کی سفارش پر ادارے نے کسی اور کو بغیر ٹیسٹ اور انٹرویو کے منتخب کیا، اور جو بندہ میرٹ پر بھی پورا اتر رہا تھا اور پورے طریقہ کار کو بھی اس نے اپنایا اس کو نظر انداز کیا، اس طرح کے واقعات مالیاتی اداروں میں پیش آتے ہیں جس سے خود شریعہ بورڈ بھی پریشان ہو جاتا ہے، حالانکہ اگر کوئی شخص میرٹ پر پورا اترتا ہوں تو اس کو منتخب کرنا اور اس کی سفارش کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن مسئلہ صرف اس وقت ہے جب نااہل کو منتخب کیا جائے۔ موسوعہ الفقیہ الکوتیہ میں لکھا ہے :

" الشفاعة السئة هي: أن يشفع في إسقاط حد بعد بلوغه السلطان أو هضم حق أو إعطائه لغير مستحقه ، وهو منهي عنه لأنه تعاون على الإثم والعدوان - قال تعالى: ”ولا تعاونوا على الإثم والعدوان“(2)

---

(1) نووی، یحییٰ ابن اشرف، النووی(1408ھ) مجموع شرح المھذب، آداب الفتوٰی، دارالفکر، بیروت، 22/1

(2) الموسوعہ، الموسوعہ الفقھیہ الکویتیہ(1430ھ) وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ—الکویت، 132/26

بری سفارش یہ ہے کہ وہ اختیار حاصل کرنے کے بعد سزا کے خاتمے میں سفارش کرے، یا کسی حق کو دبانے کے لئے، یا کسی ایسے شخص کو حق دے جو اس کا مستحق نہ ہو، اور یہ حرام ہے کیونکہ اس نے تعاون کیا۔ گناہ اور سرکشی میں -خدا تعالی نے فرمایا: "اور گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو۔

چنانچہ نااہل کی سفارش کر کرے اس کو شریعہ اید وائز یا شریعہ بورڈ ممبر منتخب کیا جائے اس لئے پورے ادارے اور شریعہ بورڈ کا نظام خراب ہو جاتا ہے۔

2۔انتظامیہ اور بے جا مداخلت:

جیسا کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ شریعہ ایڈ وائزری بورڈ اداروں کی انتظامیہ (Management) کے ماتحت کام کرتے ہیں، ان کی کارکردگی (Performance) انتظامیہ کے تعاون پر موقوف ہوتی ہے۔ اگر انتظامیہ (Management) اخلاص اور باہمی تعاون سے ان کو مواد (Data) مہیا کرے گی۔ تو ایڈ وائزر درست فیصلے کر کے اچھی کارکردگی (Performance) دکھا سکے گا۔ اس لئے کہ کسی بھی ادارے (Organization) کی بہتری اور ترقی کے لئے انتظامیہ (Management) ہی کے تعاون سے عملی کام (Operating System) کو بہتر کیا جاسکتا ہے اور ان کی چشم پوشی سے یا غلط راہنمائی سے یقینا فیصلہ بھی درست نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر ادارے کی انتظامیہ کسی طرح سے ایڈ وائزر پر براہ راست یا بالواسطہ کوئی دباؤ ڈالنے کی کوشش کرے گا تو بھی فیصلہ غلط ہو گا۔

اسی طرح کبھی کبھی انتظامیہ بلا وجہ کچھ امور کو شریعہ بورڈ سے مخفی رکھنا چاہتے ہیں حالانکہ شریعہ بورڈ سے کوئی بھی معاملہ مخفی رکھنا ادارے کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ شریعہ بورڈ ادارے کا نقصان نہیں چاہتا، مگر شریعت کے اصولوں کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے اسلئے شریعہ بورڈ کو ایسے تمام معاملات مہیا کرنا اور اس سے متعلق رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے، اسی طرح بسا اوقات شریعہ بورڈ کوئی ایسا فیصلہ کر دیتی ہے جو شریعہ کے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے مگر انتظامیہ کو اس فیصلے سے اختلاف ہوتا ہے وہ نہیں چاہتے کہ وہ فیصلہ صادر ہو اور اس پر عملدرآمد ہو، چنانچہ شریعہ بورڈ اور انتظامیہ اس طرح اختلافات شروع ہو جاتے ہیں، یا تو اس اختلافات کی وجہ سے شریعہ بورڈ اپنے فیصلے پھر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے یا شریعہ بورڈ اس ادارے سے نکلنے کو اپنی عافیت سمجھ لیتے ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ انتظامیہ شریعہ بورڈ کے معاملات اور فیصلوں میں بے جا مداخلت نہ کریں، بلکہ ایک آزاد اور خود مختار شریعہ بورڈ کو یقینی بنایا جائے اور شریعہ بورڈ کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے اور شرعی معاملات میں کوئی بھی سمجھوتہ نہ کریں خواہ نوکری سے ہاتھ دھونا بھی پڑے کیونکہ شریعہ بورڈ پر عوام اعتماد کر کے ہی معاملات کرتے ہیں

، لہذا شریعہ بورڈ کے سامنے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شریعت ہونی چاہیے ، کسی بھی دنیوی مفاد، دباؤ اور لالچ میں آئے بغیر اپنے فیصلے دینے چاہیے۔

3۔ کام کا بوجھ اور انتظامیہ کی شکایت:

شریعہ بورڈ کا کام بڑی ذمہ داری اور احساس والا ہے ،اس وقت کو ہر فیصلے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے ، لیکن چونکہ شریعہ بورڈ پر کام کا بوجھ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ذمہ داری نبھانا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر اکثر وبیشتر انتظامیہ کو شریعہ بورڈ سے شکایت رہتی ہے کہ کام وقت پر نہیں ہوا اور یہ کام کا بوجھ یہ واقعتاً انتظامیہ کے معاملات اور مسلسل میٹنگز کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ اکثر مسائل تب ہوتے ہیں کہ ہر شریعہ بورڈ ممبر تقریباً کئی جگہوں پر کام کرتا ہے، مثلاً ریگولیٹری اتھارٹیز کی طرف سے ایک مفتی کو تین جگہوں پر کام کی اجازت ہے اب اگر وہ اس طرح دو یا تین جگہوں پر کام کرے گا تو لازمی بات ہے کہ اس پر کام کا بوجھ ہوگا اور فیصلوں میں تاخیر ہوگی ، عموماً انتظامیہ کو اس وقت شکایت رہتی ہے کہ ہم نے ڈاکومنٹ بھیج دیئے ہیں لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا وغیرہ۔

لہذا اس کا لازمی حل یہی ہے ہر بورڈ ممبر اس بات کا احساس کریں کہ اپنا بوجھ کم کریں اور جس ادارے کے ساتھ بھی وابسطہ ہو اس کو مکمل وقت دے اور اس کا کام یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ کرے تاکہ معاملات مزید شفافیت کی طرف جائے اور انتظامیہ کو بھی کوئی شکایت نہ ہو۔

4۔ شعور اور آگاہی میں کمی:

شریعہ بورڈ کو درپیش چیلنجز میں ایک چیلنج یہ بھی ہے کہ عوام میں اسلامی مالیاتی سسٹم کی آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے، جس کی وجہ سے شریعہ بورڈ پر اعتماد کی کمی ہے اور اس طرح شریعہ بورڈ اور انتظامیہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں اکثر ناکام رہتے ہیں، لہذا اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے مختلف اداروں کے متعلقین کی اگاہی کے لئے شریعہ بورڈ کے زیر نگرانی مختلف موضوعات (Topics) پر ورکشاپس (Workshops) منعقد کئے جائیں۔ جس میں اسلامی مالیاتی نظام کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کیا جائے اور لوگوں کو روایتی (Conventional System) اور اسلامی نظام (Islamic System) کے درمیان فرق بتلائے اور عوام کے سامنے سود سے متعلق قرآن حدیث کی وعیدیں سنائی جائیں تاکہ اسلامی معاشی سسٹم کی اہمیت واضح ہو جائے اور اسطرح لوگوں کے شکوک اوراعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ جب عوام الناس میں آگاہی اور شعور پیدا ہوگا تو اس کا فائدہ ادرارے کے ساتھ ساتھ اس ادارے کے شریعہ بورڈ کو بھی ہوگا۔

5۔ حکومت اور قانون کا عدم تعاون:

سود کی حرمت ایک واضح حقیقت ہے اور کوئی بھی ذی شعور آدمی اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے، لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ابھی بھی سودی نظام سرکاری سطح پر جاری ہے اور سود کے خاتمے کے لئے نجی سطح پر جتنی کوشش کی گئی ہے ان سب کا خاطر خواہ کوئی فائدہ نہیں ہوا، جس کی وجہ اسلامی مالیاتی اداروں اور اس سے وابسطہ شریعہ بورڈ کو کافی چیلنجز کا سامنا ہیں، مثلاً ابھی حال ہی میں شریعت کورٹ نے ملک سے سودی نظام کے خاتمے کا فیصلہ کیا جو اپنی ذات میں بہت ہی اچھا اور احسن فیصلہ تھا، مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اسٹیٹ بینک اور کچھ دیگر بینکوں نے اس فیصلے کو باقاعدہ طور پر سپریم کورٹ میں چیلنج کیا، اور اس طرح سود کے خاتمے کا فیصلہ ایک دفعہ پھر کٹھائی میں پڑ گیا، اس طریقہ سے ریاست اور حکومت کی عدم تعاون سے اسلامی مالیاتی ادارے اپنی مدد آپ سے سود کے خاتمہ کی کوششیں کر رہے ہیں، حالانکہ عمومی اور ریاستی سطح پر قانون سازی سود کے خاتمے کا بہترین حل ہے، جس سے ملک میں اسلامی مالیاتی اداروں کا حجم بھی بڑھ جائے گا اور شریعہ بورڈ کی اہمیت مزید واضح ہو جائے گی۔

6۔ مروجہ سودی نظام اور مقابلہ بازی:(Competition)

شریعہ بورڈ کو درپیش چیلنجز میں ایک چیلنج یہ بھی ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے سودی نظام کے مقابلے میں بہت کم تناسب سے کام کر رہے ہیں اور زیادہ تر ادارے سودی نظام سے ہی وابسطہ ہے اب بسا اوقات سودی نظام میں کوئی ایسا کام جو غیر شرعی بھی ہوتا ہے لیکن عوام اس سے وابسطہ ہوتے ہیں اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، اسلامی مالیاتی ادارے کی خواہش ہوتی ہے کہ ہم بھی ایسا ہی کوئی نظام لیکر آئے جو لوگوں کا نفع بخش ہو اور ہمیں بھی اس طرح نفع ملتا رہے چنانچہ پھر وہ شریعہ بورڈ کو ایسا کوئی پروڈکٹ لانے پر مجبور کرتے ہیں جو شرعی اصول پر پورا اترے اور انتظامیہ کا مقصد حاصل ہو جائے اس طرح شریعہ بورڈ کوششیں کر کے کوئی پروڈکٹ نکال دیتے ہیں حالانکہ شرعی طور پر اس پر اعتراضات وارد ہوتے ہیں اور وہ سودی نظام کے بالکل قریب ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً سودی بینکوں میں رننگ فائنانس کا ایک طریقہ رائج ہے جس میں سودی بینک اپنے کلائنٹ کی کاروباری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قرض کی بنیاد پر قرضے سے پہلے رقم کی ایک خاص حد(Limit) مقرر کر دیتا ہے جہاں سے وہ وقفے وقفے سے مختلف مقدار میں رقم نکلوا تا رہتا ہے اور جب اس کے پاس رقم میسر ہوتی ہے تو وہ واپس جمع بھی کراتا رہتا ہے۔ یہ سلسلہ ایک مقررہ مدت (Maturity date) تک جاری رہتا ہے۔ کلائنٹ جتنی رقم استعمال کرتا ہے، وہ صرف اس رقم پر یومیہ پیداوری کے حساب کی بنیاد پر مروجہ KIBOR کے مطابق سود ادا کرتا ہے۔

چونکہ رننگ فنانس سودی لین دین کاذریعہ ہے اس لئے اہل علم کا اس پروڈکٹ کا اسلامی بینکوں میں گنجائش نہیں بلکہ اس کے متبادل کے طور پر اسلامک بینک رننگ مشارکہ استعمال کرتے ہیں جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ:

رننگ مشارکہ ایسی تمویلی سہولت ہے جس کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ اسلامی بینک شرکت العقد کے تحت کلائنٹ کے کاروبار میں شریک بن جاتا ہے۔ سرمایہ فراہم کرنے کی صورت یہ طے کی جاتی ہے کہ اسلامی بینک سرمائے کی ایک خاص حد مقرر کردیتا ہے جس سے کلائنٹ سودی اوورڈرافٹ کی طرح ''جب اور جتنی چاہے'' کی بنیاد پر رقم نکلوااور جمع کرا سکتا ہے۔ یہ سہولت ایک خاص مدت جیسے ایک سال کے لیے دی جاتی ہے(1)

اگرچہ اس کے جواز پر دلائل بھی دئے گئے ہیں مگر اس پر کافی فقہی اشکالات وارد ہوتے ہیں جس کی بنیاد پر اکثر اہل علم کو قبول نہیں کرتے ،اسی طرح کبھی تورق کا سہارا لیا جاتا ہے جو علماء کرام کے درمیان کچھ وجوہات کی بنیاد قابل اشکال ہے یا کبھی کائبور کا معیار بنایا جاتا ہے حالانکہ کائبور کا معیار بنانا کوئی ایسی اہم ضرورت نہیں کہ اسکے بغیر اسلامک بینک نہیں چلے گا،لیکن سودی نظام سے مقابلہ بازی (competition) کی وجہ سے کبھی کبھار ایسے پروڈکٹ کے لئے شریعہ بورڈ تیار ہو جاتا ہے۔

خلاصہ:

پاکستان میں اس وقت جس تیزی سے اسلامی مالیاتی اداروں کا اضافہ ہورہا ہے یہ بہت خوش آئندہ بات ہے اور اس اضافے اور ترقی میں جس طریقہ سے حکومت ،اسٹیٹ بینک ،اور اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ،ایس ای سی پی اور اس کے شریعہ بورڈ کا کردار ہے اس طرح ہر ادارے کے شریعہ بورڈ کا بھی اس میں کافی کردار ہے،لیکن اس نظام کو مزید ترقی سے نوازنے کے لئے ان اداروں کے انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک آزاد اور خود مختار شریعہ بورڈ کا انتخاب کریں جو مفتی اور شریعہ بورڈ کے مطلوبہ شرائط اور اوصاف کے مطابق پر پورا اترے،کیونکہ فتوٰی دینا اور شریعہ بورڈ ممبر بنا ہر کس وناکس کا کام نہیں،اسی طرح اسلامی مالیاتی ادراوں کو غیر اسلامی اداروں کی اندھی تقلید اور مقابلہ بازی چھوڑ کر ایک انقلابی سوچ سے کام کرنا ہوگا اور اپنی نئی پالیسیاں،پروڈکٹس اور خود مختار نظام اور شریعہ بورڈ تشکیل دینا ہوگا تاکہ مالیاتی ادارے خود مختاری اور مضبوط بنیادوں پر کام کرسکیں،اسی طرح شریعہ بورڈ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اخلاص ،محنت اور قابلیت کے ساتھ شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلے کریں اور ان کو اس میدان میں جو چیلنجز درپیش ہیں ان کا مقابلہ کریں اور اپنی ذمہ داریوں میں مزید وسعت دیکر حلال وحرام سے متعلق آگاہی پیدا کریں،کیونکہ یہ اسلامی معاشی نظام کے لئے انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

---

(1)عثمانی،ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی،(2011ء)شرکت ومضاربت عصر حاضر میں،،مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی ص:390

سفارشات:

1. کسی بھی مالیاتی ادارے کے لئے شریعہ بورڈ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے، لہذا اس کا مطلوبہ صفات اور شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے۔
2. مالیاتی ادارے کی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ خالص میرٹ کی بنیاد پر غیر جانبدار شریعہ بورڈ کا انتخاب کریں۔
3. شریعہ بورڈ کو اخلاص اور استغناء کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دینا چاہیے اور کسی بھی شرعی معاملے میں جانبداری اور تساہل سے کام نہیں لینا چاہیے۔
4. مالیاتی ادارے کی ترقی کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ شریعہ بورڈ کے انتخاب میں میرٹ کو مد نظر رکھیں اور کسی بھی رکن کا سفارش کی بنیاد پر انتخاب نہ ہو۔
5. اسلامی مالیاتی ادارے کی ذمہ داری ہے کہ وہ آیک آزاد اور خود مختار شریعہ بورڈ کو یقینی بنائے تاکہ بروقت اور درست فیصلے ہوسکیں۔
6. شریعہ بورڈ کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے اور ہر کام کو وقت دینا چاہیے اور اتنا کام قبول کرلینا چاہیے جتنا وہ برداشت کر سکتا ہوں۔
7. اسلامی مالیاتی ادارے کسی سودی نظام سے مقابلہ نہیں بلکہ عوام کو سود سے پاک نظام دینا ہے خواہ وہ نظام سودی نظام سے نفع میں کم ہو لہذا صرف مقابلہ بازی کی وجہ سے کوئی بھی ایسے پروڈکٹ سے اجتناب کرنا چاہیے جس میں شرعی خرابیاں ہوں۔
8. ریاست اور حکومت کو چاہیے کو اسلامی مالیاتی نظام کے معیاری آپریٹنگ طریقہ کار کے علاوہ ایسے اداروں کے لئے کی قانون سازی کرے اور اس قانون کی دفعات کا اطلاق یقینی بنائیں۔
9. اسلامی مالیاتی اداروں کو اپنے ضمنی قوانین میں شریعہ سپروائزری بورڈ کے کسی بھی لین دین کو رد کرنے یا روکنے کا حق واضح طور پر بیان کرنا چاہیے
10. شریعہ سپروائزری بورڈ کو چاہیے کہ وہ تحقیق اور مطالعہ رکھیں اور اسلامی مالیاتی اداروں کے لئے نئے پروڈکٹ شرعی اصولوں کے مطابق یقینی بنائیں، اسی طرح اس حوالے سے کانفرنسیں منعقد کرے اور انتظامیہ اور عوام کے لئے آگاہی فراہم کرنے کے لئے مختلف سیمنار منعقد کرائیں۔

****